کی عزت و قدر ایسی کرتے تھے کہ باید و شاید خصوصاً تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے (الی ان قال) اس عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ (حیات اعلیٰحضرت ص۵۸)

(۲)۔ محمد بن محمد عرب مدنی نے اعلیٰحضرت کی دعوت کی۔ دوران طعام ان کے اور اعلیٰحضرت کے درمیان مسئلہ افضلیت مدفونین بقیع شریف پر گفتگو چھڑ گئی۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (حیات اعلیٰحضرت ص۱۳)

(۳)۔ یہ حقیقت کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ اعلیٰحضرت نے اپنے سے پہلے کے اکابرین سے کئی ایک مسائل میں اختلاف کیا۔ مثلاً عورتوں کا مزارات اولیاء پر جانا جمہور اہل سنت کے نزدیک جائز اور مستحب اور اعلیٰحضرت کے نزدیک حرام ہے۔

(۴)۔ اسی طرح علامہ برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مغیبات خمسہ (پانچ غیبوں) کا علم نہیں مانتے دیکھیے ملفوظات اعلیٰحضرت اس کے برعکس اعلیٰ حضرت اور علماء کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مغیبات خمسہ (پانچوں غیبوں) کا علم مانتے ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود اعلیٰحضرت علامہ برزنجی کو ان القاب سے یاد فرماتے ہیں:

"جامع علوم نقلیہ واصل فنون عقلیہ، جامع شرافت حسب ونسب آباء واجداد وارث علم وشرف، محقق، صاحب ذہن نقاد ومدقق تیز ذہن، مدینہ طیبہ میں شافعیہ کے مفتی مولانا سید شریف احمد برزنجی ان کا فیض ہر سیاہ وسفید کو عام ہو۔" (حسام الحرمین ص۱۹۰ طبع کانپور)

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ اسقدر زبردست اختلاف کے باوجود کہ امام احمد رضا حضور صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں اور علامہ برزنجی نہیں مانتے پھر بھی اعلیٰحضرت ان کو سُنّی ہونے سے خارج قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے اسم گرامی کے ساتھ اس قدر عظیم الشان القاب شامل فرماتے ہیں۔

(۵)۔ قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین مجددی فاروقی کے ممتاز شاگرد و مرید وخلیفہ حضرت شاہ سلامت اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو باکمال عالم و عارف تھے انھوں نے مسئلہ اذان ثانی میں اعلیٰحضرت سے اختلاف کیا۔ (مکتوب امام احمد رضا ص۲۰)۔

حضرت مولانا عبدالغفار خاں صاحب رامپوری مسئلہ اذان ثانی میں اعلیٰحضرت کی مخالفت میں پیش پیش تھے (حیات اعلیٰحضرت ص۹) اعلیٰحضرت لکھتے ہیں: "رامپور کے بعض اہل سنت نے مسئلہ اذان ثانی میں مخالفت کی۔" (مکتوبات ص۴۲)۔

لہٰذا ایک تو یہ واضح ہو گیا کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا ہر نقطۂ نظر اہل سنت کے لیے واجب القبول یا واجب الاتباع نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ علمی وتحقیقی طور پر اور کسی دلیل شرعی کی بنیاد پر کوئی سنی اہل علم و تحقیق کسی مسئلہ میں یا بعض مسائل میں اگر اعلیٰحضرت کے خاص نقطۂ نظر سے اتفاق نہ کرتے ہوئے اس سے مختلف نقطۂ نظر اختیار کرے تو بدستور سنی ہی رہتا ہے۔ اس پر طعن و تشنیع کرنا جہالت و حماقت اور ظلم و گناہ ہے۔ کاش کہ سُنّیت کو محض اعلیٰحضرت کی ذات میں محدود کرنے والے یہ سمجھتے کہ وہ اس سے سنیت کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ سُنّیت کے ساتھ زیادتی اور دشمنی کر رہے ہیں۔ لہ

علامہ ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ اور علامہ مفتی غلام سرور قادری کی ان عبارات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ یا دیگر اکابر اہلسنت سے کسی فرعی مسئلہ میں دلائل و براہین کے ساتھ

لہ۔ علامہ مفتی غلام سرور قادری، ماہنامہ البر لاہور، ص ۳۲، ۳۳، شمارہ نمبر ۶، ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ، جون ۱۹۹۲ء

وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك ما لم تكن تعلم

تبیان القرآن

جلد چہارم

الاعراف ۰ الانفال

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

علم غیب عطا ہو اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ «علم الغیب» وارد ہے کما فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح لعلی القاری بلکہ خود حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے کان یعلم علم الغیب مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ کشاف میں ہے المراد به الخفی الذی لاینفذ فیه ابتداء الا علم اللطیف الخبیر ولهذا لا یجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب (غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس میں ابتداءً صرف اللہ تعالیٰ کا علم نفوذ ہوتا ہے۔ اس لیے مطلقاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص غیب کو جانتا ہے)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس ﷺ قطعاً بے شمار غیوب و ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس ﷺ قطعاً عزت و جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں کم من معتقد لا یطلق القول به خشیة ایهام غیره مما لا یجوز اعتقاده فلا ربط بین الاعتقاد والاطلاق (کتنے عقائد ایسے ہیں جن کا مطلقاً قول نہیں کیا جاتا کہ مبادا ان کے غیر کا وہم کیا جائے جن کا اعتقاد جائز نہیں ہے اس لیے کسی چیز کا اعتقاد رکھنے اور اس کا اطلاق کرنے میں کوئی تلازم نہیں ہے) ہاں جب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطا کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ تعالی لانه یتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فیکون مناقضا واما اذا قید وقیل اعلمه الله تعالی الغیب او اطلعه علیه فلا محذور فیه (اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے علم غیب کا اطلاق کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ علم کا تعلق ابتداءً ہے تو یہ قرآن مجید کے خلاف ہو جائے گا لیکن جب اس کو مقید کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے)

(الفتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۱ مطبوعہ دارالعلوم امجدیہ کراچی)

نیز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

علم ما فی غد (کل کا علم) کے بارے میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی غد تھا (کل کا علم تھا) وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی خبر کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تصریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

(الملفوظ ج ۳ ص ۳۳ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور شیخ شبیر احمد عثمانی دونوں نے ہی یہ تصریح کی ہے کہ علوم اولین و آخرین کے حامل ہونے اور بکثرت غیوب پر مطلع ہونے کے باوجود نبی ﷺ کو عالم الغیب کہنا اور آپ کی طرف علم غیب کی نسبت کرنا ہر چند کہ از روئے لغت اور معنی صحیح ہے لیکن اصطلاحاً صحیح نہیں ہے۔

تھے ؟ اگر یوں کہا جائے کہ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پہلی آیت کے استثناء میں داخل ہیں۔ کیونکہ آپؐ برگزیدہ اور پسندیدہ رسولؐ ہیں ۔جس کا ثبوت اس آیت میں ہے کہ لیکن اپنے رسولوں میں سے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے ۔ کیونکہ آپؐ ہی رسول مجتبیٰ ہیں ۔ اگر اس کا انکار کیا جائے تو پھر ہم پوچھیں گے کہ پھر حضور علیہ السلام کے سوا ان دونوں آیات میں کس رسول مجتبیٰ و مرتضیٰ کا ذکر ہے ؟ ۔ اس مقام پر تحقیق یہ ہے کہ **عالم الغیب** کے فقرہ کا استعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر صحیح ہے ۔ باعتبار بعض علم غیب کے (جو منصبِ رسالت سے وابستہ ہے) اور بعض علم غیب کے (جو منصبِ رسالت کے دائرہ سے خارج ہے) اعتبار سے صحیح نہیں ۔

کیونکہ بعض مغیبات کا خبر دینا آپؐ سے بالکل صحیح اور روشن ہے ۔ مثلاً آپؐ کا عالم برزخ کے متعلق قبر کی تنگی اور منکر نکیر کے سوالوں کی خبر دینا اور نیک بندے کی قبر کا ، ر گز تک وسیع ہونے اور بدکار پر تنگ ہونے کی خبر دینا یا احوالِ قیامت میں خدا کے سامنے پیش ہونے ، وزنِ اعمال پلصراط ، حوضِ کوثر ، شفاعت جنّت اور اس کی نعمتیں اور دوزخ اور اس کی آگ کا خبر دینا ۔

یا چند معاملات دُنیاویہ سے خبر دینا ۔ مثلاً بدر میں مشرکین کی قتل گاہیں بتانا ، یا حاطب بن بلتعہ کی چٹھی واپس لینا ۔ جو اُس نے پوشیدہ طور پر مشرکین کو لکھی تھی ۔ یا ابوجہل کو بتانا کہ اس کی مٹھی میں کنکریاں ہیں ۔ یا شاہ فارس کے قتل کی خبر دینا خاص اُسی صبح کو جبکہ مارا گیا تھا ۔ یا موتِ نجاشی شاہ حبشہ کی خبر دینا ۔ پھر مدینہ طیّبہ میں اس پر غائبانہ جنازہ پڑھنا ۔ یا یہ خبر دینا کہ دیمک اس کا غذ معاہدہ کو کھا گئی ہے ۔ جو قریش نے آپؐ کے خلاف لکھ کر بیت اللہ شریف

قال اللہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم

العقائد الصحیحۃ

ترجمہ ۔۔۔ از تصنیف

زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین محی السنۃ ماحی البدعۃ ثانیٔ الالف ثانی

حضرت مولانا ومرشدنا خواجہ حاجی حافظ محمد حسن جان صاحب

مجددی نقشبندی فاروقی قدس اللہ سرہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

سُنی عقائد — اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ماننے والے علماء و عوام کے متفقہ عقائد

حاضر و ناظر صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کوئی نہیں

حضرت سلیمان علیہ السلام حاضر و ناظر نہیں

اور نبی کو دوسری جگہوں کا علم نہیں ہوتا

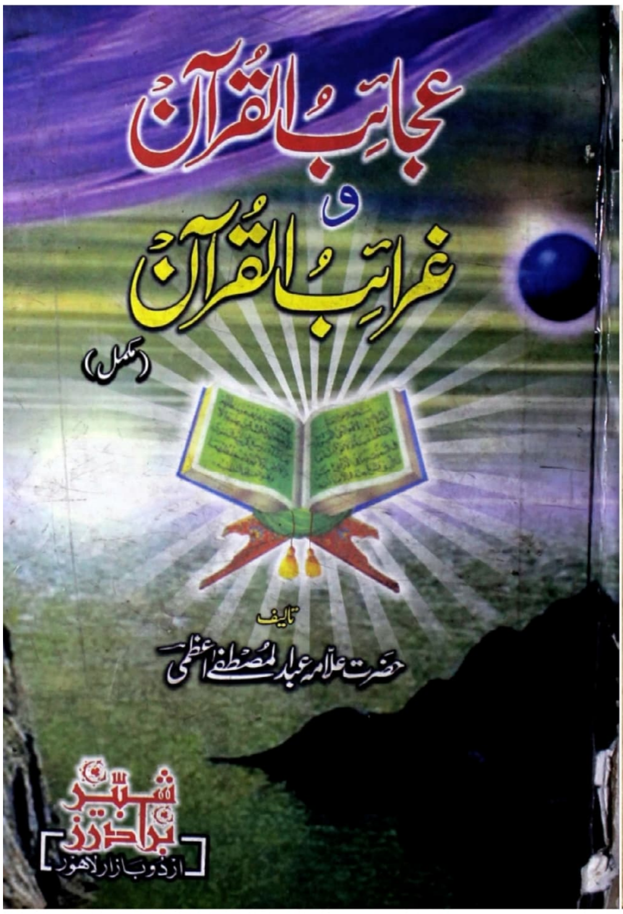

لیے "وَقَالَتْ نَمْلَةٌ" مونث کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے۔ اگر یہ چیونٹی نر ہوتی تو "وَقَالَ نَمْلَةٌ" مذکر کا صیغہ ذکر کیا گیا ہوتا۔ حضرت قتادہ نے اس دلیل کو تسلیم کر لیا اور امام ابوحنیفہ کی دانائی اور قرآن فہمی پر حیران رہ گئے اور اپنے بڑے بول پر نادم ہوئے۔

(۴۷) حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہد ہد

یوں تو سبھی پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مسخر اور تابع فرمان تھے لیکن آپ کا ہد ہد آپ کی فرماں برداری اور خدمت گزاری میں بہت مشہور ہے۔ اسی ہد ہد نے آپ کو ملک سبا کی ملکہ "بلقیس" کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ ایک بہت بڑے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کرتی ہے اور بادشاہوں کے شایان شان جو بھی سروسامان ہوتا ہے وہ سب کچھ اس کے پاس ہے۔ مگر وہ اور اس کی قوم ستاروں کے پجاری ہیں۔ اس خبر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے نام جو خط ارسال فرمایا۔ اس کو یہی ہد ہد لے کر گیا تھا چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ حضرت سلیمان نے ہد ہد سے فرمایا کہ۔

تم میرا یہ خط لے جاؤ۔ اور ان کے پاس یہ خط ڈال کر پھر ان سے الگ ہو کر تم دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟

چنانچہ ہد ہد یہ خط لے کر گیا اور بلقیس کی گود میں اس خط کو اوپر سے گرا دیا۔ اس وقت اس نے اپنے گرد امراء و ارکان سلطنت کا مجمع اکٹھا کیا۔ پھر خط کو پڑھ کر لرزہ براندام ہو گئی اور اپنے اراکین سے یہ کہا کہ۔

اے سردارو! میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے جو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف سے ہے۔ اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو بڑا مہربان اور نہایت ہی رحیم ہے۔ خط کا مضمون یہ ہے کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو۔ اور تم مسلمان ہو کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔ (النمل رکوع ۲ پارہ ۱۹)

خط سنا کر بلقیس نے اپنی سلطنت کے امیروں اور وزیروں سے مشورہ کیا تو ان لوگوں نے اپنی طاقت اور جنگی مہارت کا اعلان و اظہار کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس وقت عقلمند بلقیس نے اپنے امیروں اور وزیروں کو سمجھایا کہ جنگ مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے شہر ویران اور شہر کے عزت دار باشندے ذلیل و خوار ہو